Taşdīq
Vol 6 No 2, 2024

Article

Analytical Study of Azad Iqbal's Urdu Poetry

آزاد اقبال کی اردو شاعری کا تجزیاتی مطالعہ

Dr. Muhammad Ramzan
Assistant Professor, Department of Urdu, The Islamia University of Bahawalpur
Correspondence: ramzan.tahir@iub.edu.pk

ڈاکٹر محمد رمضان

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

DOI:https://doi.org/10.56276/j444j593

Received:20-09-2024
Accepted:20-12-2024
Online:31-12-2024

This is an open-access article distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license.

Copyright: © 2024 by the authors.

ABSTRACT

Barrister Azad Iqbal, the eldest grandson of Allama Iqbal, who is the son of Barrister Aftab Iqbal, the son of Allama Iqbal's first wife Karim Bibi, his poetry collection "Danai Raz" is of great importance. This book is an excellent piece of art. Perfectly mature poetry kneaded in Ishqe Mustafa (peace be upon him).

"Danai Raz" is borrowed from a composition of Iqbal's last written Persian rubai.

"دگر دانائے راز آید کہ نا آید"

Azad Iqbal has inherited poetry. His poetry is an effective voice against all kinds of oppression, exploitation and oppression by keeping the objective conditions of this period in front. According to him, despairing of life in any case is against manhood. According to him, hope is the force with the help of which ships can be crossed even in big storms. In this article, his poetry an attempt has been made to examine various dimensions.

KEYWORDS: Azad Iqbal, Urdu Poetry, Grandson of Allama Iqbal, Hope, Exploitation, High Values, Ishaq Rasool, Poetic Dimensions, Optimism, Islamic Nation, Curiosity

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد ہندوستان پر برطانیہ کا مکمل اقتدار قائم ہو گیا۔ایسے حالات میں ہندوستانی مسلم دانشوروں کو یہ محسوس ہوا کہ اب انگریزوں کے خلاف براہِ راست ٹکراؤ کی صورت حال پر قائم رہنا ممکن نہیں رہا۔اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو اس یاسیت کی فضا سے نکال کر ان میں خود اعتمادی کو بحال کرنے کی ضرورت ہے۔ اس نشاۃ ثانیہ کے میر کارواں سر سید احمد خان تھے۔

سر سید احمد خان کی یہ انفرادی کوشش بہت جلد اجتماعی بن گئی۔ چنانچہ ان کے ارد گرد ایسے لوگ جمع ہونا شروع ہوئے جن کا تعلق زندگی کے مختلف شعبوں سے تھا اور ان کے تعاون سے زندگی کے مختلف میدانوں میں اصلاح کی کوشش شروع ہوئی جہاں سے مسلمانوں کی قومی تاریخ میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔

سر سید احمد خان کی اس تحریک کے جھنڈے تلے مولانا محمد حسین آزاد اور الطاف حسین حالی نے نیچرل شاعری کی تحریک اردو میں شروع کی جس کے توسل سے جدید نظم لکھنے کا آغاز ہوا اور ادب کو قومی اصلاح کا موثر ذریعہ بنانے کی کوشش کی گئی۔ محمد حسین آزاد نے شاعر کے بارے میں کہا تھا:

"شعر سے مراد وہ کلام ہے جو، جوش و خروش خیالاتِ سنجیدہ سے پیدا ہوتا ہے اور اسے قوتِ قدسیہ الٰہی سے ایک سلسلہ خاص ہے۔خیالات پاک جوں جوں بلند ہوتے جاتے ہیں مرتبہ شاعری پر پہنچ جاتے ہیں"(1)

آزاد کو اردو شاعری کا دائرہ محدود نظر آیا۔اس کے ساتھ اس میں خلوص کی کمی محسوس ہوئی۔ اس لیے انہوں نے اس محدود فضا اور تصوراتی دنیا سے باہر نکل کر اچھوتے خیالات کو شاعری کا موضوع بنانے کا مشورہ دیا۔

> "تمہارے بزرگ اور تم ہمیشہ نئے مضامین اور نئے انداز کے موجد رہے مگر نئے انداز کی خلعت وزیور جو آج کے مناسب حال ہیں وہ انگریزی صندوقوں میں بند ہیں کہ ہمارے پہلو میں دھرے ہیں اور ہمیں خبر نہیں۔ہاں صندوقوں کی کنجی ہمارے ہم وطن انگریزی دانوں کے پاس ہے۔"(۲)

اقبال کے تصورات کی بنیاد ایک ایسے جہاں نو کی تلاش پر قائم ہے جس میں متضاد حقیقتوں کی گنجائش موجود ہے۔ اقبال کا زاویہ نگاہ حالی کی طرح افادی ہے۔ اقبال مقصدی ادب کے قائل ہونے کے باوجود شعر کی فنی قدروں سے باخبر ہیں اور ان کو برتتے بھی ہیں۔انہوں نے اپنی شاعری میں مقامیت کی بجائے آفاقیت کو اولیت دی۔

اقبال کے ہی شاعرانہ مسلک کو لے کر ان کے بڑے پوتے بیرسٹر آزاد اقبال جو علامہ اقبال کی پہلی بیوی کریم بی بی کے فرزند بیرسٹر آفتاب اقبال کے صاحبزادے ہیں۔ شاعری کے میدانوں میں اترے ہیں۔ وہ اقبال کے خاندان کے پہلے شاعر ہیں

جن کا مجموعہ کلام "دانائے راز" منظرِ عام پر آیا ہے اور اس مجموعے نے ہر خاص و عام میں مقبولیت حاصل کی ہے۔ یہ ایک بہترین فن پارہ ہے۔ عشق رسولؐ میں گوندھی ہوئی کمال پختہ شاعری اپنے دادا علامہ اقبال جیسا سوز و گداز، وارفتگی، مترنم بحریں، شفاف خیالات اور اعلیٰ نظریات سے مزین ہے۔

آزاد اقبال نے روایتی موضوعات سے ہٹ کر نئے موضوعات کو اپنی شاعری کا حصہ بنایا ہے۔ انہوں نے غزل کی بجائے نظم کو وسیلہ اظہار بنایا ہے۔ نظم کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اپنے اندر مختصر سے مختصر اور طویل سے طویل موضوعات میں اپنا آہنگ اور انفرادیت برقرار رکھتی ہے۔ ایک ہی موضوع کو آغاز سے انجام تک نبھانا آسان نہیں ہوتا۔ نظم اپنے اندر ایک اکائی ایک وحدت اور شعری تجربے کا نقطہ ارتکاز رکھتی ہے۔ یہ دریافت، بازیافت اور طویل فکری مسافت کی ایسی سرگرمی ہے جس میں مقامیت سے لے کر آفاقیت تک تمام زاویے سمٹ آتے ہیں۔

علامہ اقبال نے بھی اپنے افکار کو زیادہ تر موضوعاتی نظموں میں آشکار کیا ہے۔ اسی لیے آزاد اقبال نے بھی اسی صنفِ سخن کا انتخاب کیا ہے۔ آزاد اقبال لاہور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے لیے انگلستان چلے گئے اور یونیورسٹی آف لندن سے ایل۔ایل۔بی آنرز کی ڈگری حاصل کی اور لنکنز ان سے بیرسٹری کا امتحان پاس کیا۔

آزاد اقبال کو شاعری ورثے میں ملی ہے۔ انہوں نے بچپن سے ہی شاعری میں دلچسپی لینا شروع کی۔ اس کے علاوہ وہ کلاسیکی موسیقی سے خاص لگاؤ رکھتے ہیں۔ بابا عنایت اللہ سے باقاعدہ کلاسیکی موسیقی میں تربیت حاصل کی۔ پھر بعد میں اردو کے معروف شعراء کا کلام کمپوز کیا۔ جن میں مرزا اسد اللہ خاں غالب، فیض احمد فیض اور احمد فراز شامل ہیں۔ آپ نے علامہ اقبال کی چالیس منظومات کو کمپوز کیا جن میں "شکوہ" اور "جواب شکوہ" کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

"دانائے راز" ان کا پہلا اردو شعری مجموعہ ہے۔ اس میں شامل تمام نظمیں ہیں جو اپنی جدت اور ندرت کے باعث خاص اہمیت کا حامل ہے۔ اس مجموعے میں انہوں نے شاعرانہ فرسودگی اور روایتی اندازِ سخن سے اپنی فکر کو آلودہ نہیں ہونے دیا۔ آپ کی شاعری کا مقصد محض روایتی شاعری نہیں بلکہ ایسا پیغام ہے جو اپنے اندر ایک پیامبرانہ مسلک کا حامل ہے۔ جس میں وہ تمام تر تفرقات اور اونچ نیچ سے انحراف کرتے ہوئے محبتوں کو عام اور نفرتوں کو دور کرنے کا جذبہ لے کر اس میدان میں اترے ہیں۔

ان کے مجموعہ "دانائے راز" میں پہلی نظم "قوت ایمان" ہے۔ مجوعے کی پہلی نظم کے عنوان سے کسی بھی شاعر کے آئندہ شاعرانہ مسلک کا پتہ چلتا ہے۔ اقبال کے مجموعہ کلام میں شامل نظم "ہمالہ" ان کے تخیل کی بلندیوں کا اشارہ دیتی ہے۔ اسی طرح "قوتِ ایمان" آزاد اقبال کے تخیل کی بلندی کا سراغ فراہم کرتی ہے۔ اس نظم میں انہوں نے صاحب ایمان کے اوصاف کو نہایت سادگی اور جامعیت سے بیان کیا ہے۔ اس نظم میں انہوں نے بتایا ہے کہ جس دل میں ایمان کی قوت اور حرارت موجود ہو

اس دل میں شاہین کی ہمت پیدا ہو جاتی ہے۔جب ایک بندہ مومن میدان جنگ میں اتر تا ہے تو وہ اپنے ایمان کی قوت سے جانبازی اور جان نثاری کا مظاہرہ کر تا ہے۔یہ بندہ خدا اپنے مضبوط ایمان کی طاقت سے باطل کے تمام عزائم کو خاک میں ملا دیتا ہے۔

آتی ہے اس قلب میں شاہین کی جسارت
جس قلب کو گرماتی ہے ایمان کی حرارت
ہے بادِ بہاری کا عمل اس کے نفس میں
مرغانِ چمن کو یہ سراپا ہے بشارت (۳)

"دانائے راز" میں شامل دوسری نظم احساس زندگی ہے۔اس نظم میں ان کا کہنا ہے کہ جو حق نمائی مسلمان کے اشاروں میں کبھی پنہاں تھی۔اب وہ نظر نہیں آتی،خودی کا جذبہ ماند پڑ گیا ہے۔اس وقت ملتِ اسلامیہ کے افراد کی زبانوں پر ملت کی بہبود کے ضمن میں بڑے بڑے دعوے ہیں مگر یہ محض گفتار کی حد تک ہیں ان میں حقیقی جوش و جنون دکھائی نہیں دیتا۔وہ کہتے ہیں کہ:

کہاں وہ حق نمائی چشم مسلم کے اشاروں میں
کہاں ہے وہ خودی کا رنگ باغوں اور بہاروں میں
سبق جو تھا صداقت کا عدالت کا شجاعت کا
چھپا کر رکھ دیا ہے کس نے اس کو بند پاروں میں
زباں پر تذکرے تو ہیں بہت تعمیر ملت کے
مگر جوش جنوں کچھ بھی نہیں ہے،بے اختیاروں میں (۴)

نظم "لمحہ فکر" میں آزاد اقبال تقدیر کے ہاتھوں میں بے بس نظر آتے ہیں۔وہ بہاروں میں قفس کے رنگوں پر تعجب کا اظہار کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ:

یہ رنگ بھی دیکھتے ہیں بہاروں میں قفس کے
آنکھوں نے کیا ماتمِ گل ، خوب برس کے
سانپوں کو کبھی سانپ تو ڈستے نہیں لیکن
انساں لہو پیتا ہے انساں کو ڈس کے (۵)

آزاد اقبال زندگی کو بامقصد گزارنے کے قائل ہیں۔ان کے نزدیک زندگی کے کارواں کو ایسے اشخاص کی ضرورت ہے

جن کے دست وبازو میں فولاد جیسی سیرت موجود ہو۔اسی باعث وہ دنیا میں اپنا بہترین مقام پیدا کر سکتے ہیں۔

کاروانِ زندگی کو جستجو ایسوں کی ہے
جن کے دست و پا میں شامل سیرتِ فولاد ہے (۶)

زندگی خوشیوں اور غموں سے عبارت ہے۔ آزاد اقبال کے نزدیک بُرے دنوں میں زندگی سے مایوس ہونا سب سے بڑی مشکل ہے کیوں کہ مشکل میں پریشان ہونے سے کاروبار زندگی رک نہیں جاتا۔ وقت نے اپنا سفر ہر حال میں جاری رکھنا ہوتا ہے۔ اس لے جو کچھ ہونا ہوتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔اس لیے گردشِ ایام میں مایوس ہونے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

کاروبارِ زندگی تو رک نہیں سکتا کبھی
یاس سے کیا فرق ہوگا گردشِ ایام میں (۷)

خانہ کعبہ آزاد اقبال کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا ایوان ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں توحید باری تعالیٰ کے ہر طرف جلوے نمایاں ہیں۔اس مقام کو مسلمانوں کے لیے مرکزیت حاصل ہے۔ آزاد اقبال کی نظم "تاثرات حج "ان احساسات کی ترجمانی کرتی ہے۔ان کا کہنا ہے کہ

خانہ کعبہ خدائے پاک کا ایوان ہے
اس مقامِ خاص پر توحید کا اعلان ہے
فرق رنگ و نسل کا کوئی یہاں ملتا نہیں
چشمِ عالم اس اخوت پر بہت حیران ہے (۸)

آزاد اقبال کے نزدیک محبوب کے لیے عشق سرمایہ حیات ہے۔اسی لیے محمد رسول اللہؐ کے غلاموں کا عشق دیدنی ہے۔ یہ عشق نور سامانِ حیات ہے۔ جس کے باعث غلامانِ مصطفیؐ کی شان بلندیوں کو چھوتی ہے۔

عشق محبوبِ خدا ہے نورِ سامان حیات
دید کے قابل غلامان نبی کی شان ہے (۹)

آزاد اقبال کے دادا علامہ اقبال نے کئی بار حج کا ارادہ کیا لیکن کوئی نہ کوئی رکاوٹ راستے کا روڑا بنتی رہی اور وہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل نہیں کر سکے، آزاد اقبال مکے اور مدینے کی شان دیکھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہیں کہ اس ذات باری تعالیٰ نے انہیں اس سعادت کا موقع دیا۔

شانِ مکہ دیکھ لی شانِ مدینہ دیکھ لی
اے خدا توفیق حج تیرا بڑا احسان ہے (۱۰)

آزاد اقبال کی نظم "زندگی" میں ان کا فلسفہ حیات کار فرما نظر آتا ہے۔وہ زندگی کو بے کار یا بے مقصد گزارنے کی بجائے اسے بامقصد اور یادگار بسر کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک زندگی کا مقصد ہر وقت متحرک اور مشغول رہتا ہے۔ زندگی کو آرام سے کوئی واسطہ نہیں بلکہ اس کا واسطہ ہر وقت کام سے۔زندگی کو عمل سے سروکار نہیں اسے تصوراتی باتوں سے کوئی واسطہ نہیں۔زندگی کو اس تقاضہ عمل سے غرض ہے جو کسی نہ کسی اقدام یا مقصد سے بھرپور ہو۔ان کا کہنا ہے کہ

زندگی کو واسطہ ہے کام سے
اس کو نفرت ہے خیالِ خام سے
زندگی ہے وہ تقاضائے عمل
جو نمایاں ہو کسی اقدام سے
زندگی احساس ہے تعمیر کا
جو ٹپکتا ہے فروغِ بام سے (۱۱)

آزاد اقبال کے ہاں ہمیں تمثیلی رنگ بھی ملتا ہے۔ان کی نظم "ایک حکایت" اپنے اندر ایک بہترین تمثیلی رنگ سموئے ہوئے ہے۔وہ اس نظم میں ایک حکایت بیان کرتے ہیں کہ

"ایک نجومی نے کسی بادشاہ کو بتایا کہ برسات آنے والی ہے۔اس برسات کا جو بھی پانی پیئے گا۔وہ کم عقل رہ جائے گا۔یہ خبر سن کر بادشاہ خوش ہوا اور وزیر اس پیش گوئی پر ناز کرنے لگے

تھے شاہ بہت شاد وزیر اس پر تھے نازاں
برسات کے پانی سے ہوئے دوسرے ناداں (۱۲)

لیکن یہ برسات کا پانی پینے سے یہ تماشا ہوا کہ لوگ پہلے احمق اور کاہل تھے لیکن اب لوگوں کو بادشاہ اور وزیر احمق اور کاہل لگنے لگے۔ ان کی جاہلیت رعایا پر آشکار ہونے لگی۔لوگ بادشاہ اور وزیروں کے خلاف بغاوت پر اُتر آئے۔اس صورت حال سے بادشاہ بہت پریشان ہوا اور اس نے مجبور ہو کر نجومی کو اپنے پاس بلایا اور ساری صورتِ حال سے آگاہ کیا۔ جب نجومی نے بادشاہ کی زبانی رعایا کی اس کم عقلی کا احوال سنا تو اس نے بادشاہ کو مشورہ دیا کہ

اے بادشاہ پئیں آپ بھی برسات کا پانی
کچھ اس کے سوا بات نہیں اور سہانی (۱۳)

آزاد دوستی کے رشتے کو مقدس سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک دوستوں کا یہ کام نہیں کہ وہ پیٹھ پیچھے وار کریں۔ لیکن موجودہ زمانے میں دوست چھپ کر وار کر رہے ہیں اور اغیار سامنے سے، دوستوں سے اغیار بہتر ہیں جن کے ہاں منافقت نہیں ہے۔ اسی لیے وہ طنز کرتے ہیں کہ

پیچھے سے وار کرتے رہو یار کی طرح
کیوں سامنے سے آگئے اغیار کی طرح (۱۴)

اسی طرح آزاد اقبال ہماری مشرقی اقدار کے مٹنے کا گلہ کرتے ہیں۔ اس ضمن میں ان کی نظم "غازہ" خاص اہمیت کی حامل ہے۔ اس میں بھی وہ طنز کرتے ہیں لیکن ان کی اس طنز میں اصلاح کا پہلو مضمر ہے۔

ناز والے کیا کریں حاصل اگر غازہ نہ ہو
اور پھر غازہ اگر ان کا تروتازہ نہ ہو
اپنے شوہر کو دکھانے کے لیے تو ٹھیک ہے
غیر مردوں کو دکھانے کے لیے یہ غازہ نہ ہو
زیب و زینت سے کسی کو بھی نہیں شکوہ گلہ
اے حریم ناز! وا غیروں پہ دروازہ نہ ہو (۱۵)

کسی کے حالات کے بدلنے میں اس شخص کی سوچ اور فکر کا بڑا عمل دخل ہوتا۔ انسان جب اپنی سوچ اور طرز عمل میں مثبت تبدیلی لاتا ہے تو حالات میں تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ آزاد اقبال کا کہنا ہے کہ

اگر چاہتے ہیں کہ دن رات بدلیں
تو پھر لوگ اپنے خیالات بدلیں
دلوں میں پیدا کریں وسعتیں لوگ پیدا
ترقی کریں اپنے حالات بدلیں (۱۶)

وہ غموں کو بھی زندگی کی امانت تصور کرتے ہیں۔ لہٰذا نظم ماضی کی یاد میں وہ اپنے ماضی کی امانتوں کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

ترے غم کو تری چاہت کی طرح رکھا ہے
اس امانت کو امانت کی طرح رکھا ہے
اپنی غزلوں کو بچایا ہے تماشوں سے بہت
ہم نے اس فن کو عبادت کی طرح رکھا ہے (۱۷)

آزاد اقبال اپنی نظموں کے موضوعات کے تناظر میں ہر جگہ پُر امید نظر آتے ہیں۔ وہ یاسیت کا شکار نہیں ہوتے۔ اگرچہ ان کو معماران ملت سے تھوڑا بہت گلہ ہے مگر پھر بھی وہ اپنی آئندہ نسلوں سے اچھی امید رکھتے ہیں۔ آزاد اقبال کے نزدیک مسلمانوں کی پستی اور زوال کا سبب اپنے مرکز سے دوری اور حضرت محمدؐ کی تعلیمات سے روگردانی کی وجہ سے ہے۔ ان کے نزدیک یہ امت اگر آج بھی اپنے مرکز اور رسول اللہؐ کی تعلیمات سے اپنا مضبوط رشتہ استوار کرلے تو یہ اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کر سکتی ہے۔

آزاد اقبال کی شاعری قلوب میں روشنی اور اپنے پیکرِ خاکی میں جان پیدا کرنے کا سامان رکھتی ہے۔ ان کی شاعری، اسلام پسندی، اعلیٰ معاشرتی اقدار، خوب صورت افکار اور جذبہ ایمانی کے احساسات کا خوب صورت امتزاج ہے۔ وہ "دِگر دانائے راز" کے منصب پر فائز ہو سکیں یا نہ ہو سکیں مگر ان کی شاعری پھر سے اس ملت کے لیے ایک موثر پیغام لے کر ابھرے گی۔

حوالہ جات

۱۔ محمد حسین آزاد "نظم آزاد" نول کشور لاہور ۱۹۱۰ء ص ۲۰

۲۔ عقیل احمد صدیقی "جدید اردو نظم" بیکن ہاؤس لاہور ۲۰۱۴ء ص ۱۶

۳۔ آزاد اقبال "دانائے راز" سامیہ پبلی کیشنز لاہور ۲۰۲۱ء ص ۳۱

۴۔ ایضاً، ص ۳۳

۵۔ ایضاً، ص ۳۵

۶۔ ایضاً، ص ۳۷

۷۔ ایضاً، ص ۳۹

۸۔ ایضاً، ص ۱۳۰

۹۔ ایضاً، ص ۱۳۱

۱۰۔ ایضاً، ص ۱۳۰

۱۱۔ ایضاً، ص ۱۳۶

۱۲۔ ایضاً، ص ۱۹۰

۱۳۔ ایضاً، ص ۱۹۱

۱۴۔ ایضاً، ص ۱۹۶

۱۵۔ ایضاً، ص ۲۰۲

۱۶۔ ایضاً، ص ۲۰۱۴

۱۷۔ ایضاً، ص ۲۴۷

https://tasdeeq.riphahfsd.edu.pk/tasdeeq